USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM
UPSS
Shaping the leaders of Ummah

عثمان پبلک اسکول سسٹم

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

تربیہ

— پندرہ روزہ —

01 جولائی
تا
15 جولائی
2022ء

★ عید الاضحیٰ
★ عید الفطر
★ فہم القرآن
★ فہم الحدیث
★ سیرتِ نبویؐ
★ تعلیم وتربیت
★ شخصیت
★ انٹرویوز
★ تعمیر شخصیت
★ کیریر کونسلنگ
★ طب و صحت
★ اقبالیات
★ گوشہ عثمانئین
★ اقدار
★ رہنمائے والدین
★ سائنس وٹیکنا لو جی
★ تعارفِ کتاب
★ تاریخ

قربانی کی فضیلت

٭قربانی کی اہمیت اور تاریخ٭

ارشاد نبوی ہے کہ " یوم نحر (قربانی کا دن) کو اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل قربانی ہے- (ترمذی حدیث نمبر 1409،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ)۔قربانی کا تصور تمام آسمانی مذاہب میں پایا جاتا ہے۔قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے واقعے سے یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ انسانیت کی ابتدا میں ہی قربانی بطور عبادت زندگی کا حصہ بنا دی گئی تھی ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "اور (اے محمدؐ!) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے خدا (کی جناب میں کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کرونگا۔ اس نے کہا کہ خدا پر ہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔(المائدۃ5:27)

قرآن پاک کی اس آیت سے آج بھی آپ یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ قربانی کی قبولیت کا ربانی پیا نہ کیا ہے جانور میں کوئی نقص نہ ہو یہ تو ہر مسلمان کو معلوم ہے مگر نیت کا اخلاص رزق روزی اور ذرائع آمدنی کاحلال ہونا اورسب سے بڑھ کرتقویٰ کی صفت قبولیت قربانی کا معیار اصلی ہے۔

قرآن پاک میں قربانی کا تفصیلی ذکر سورہ الحج میں ہے ارشاد باری ہے: اور ان (جانوروں) کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔اس نے ان کو تمہارے لیے اس طرح مسخر کیا ہے تاکہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر بلند کرو۔ اور اے نبیؐ! بشارت دے دیں نیکو کار لوگوں کو ”(الحج 22:37)۔

قربانی کے لفظ سے واضح ہے کہ یہ اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے اور اس کے نزدیک جانے کا ذریعہ ہے۔ قربانی کی مختلف صورتیں اور درجات ہیں۔ ان میں پہلا درجہ خواہشات کی قربانی ہے اور آخری درجہ جان کی قربانی ہے۔ اس کے درمیان میں مال اوقات اور صلاحیتوں کی قربانی کے مراحل آتے ہیں، مگر لفظ قربانی جب مطلق ، یعنی اکیلا بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ قربانی ہوتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد کے طور پر عیدالاضحیٰ میں جانور ذبح کرنے کی صورت میں دی جاتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا اکلوتا لخت جگر قربان کرنے کا حکم ملا تھا

سید نا اسماعیل علیہ السلام کو ان کے والد سید نا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر قربانی کے لیے پیش کر دیا۔

۔ اس وقت آپ کے یہی اکلوتے بیٹے تھے۔ اس پورے واقعہ کا تذکرہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں اتنے پیار بھرے انداز میں کیا ہے کہ متعلقہ آیات پڑھ کر بندہ مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور وہ جھوم اٹھتا ہے۔ جب خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی اور اللہ کے حکم کو باپ بیٹے نے عملی جامہ پہنادیا تو اللہ تعالی نے پکار کر کہا: اور ہم نے ندا دی کہ

کہ "اے ابراہیم، تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقینا یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا۔" (الصافات 104-107)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اپنی مدنی زندگی میں قربانی کا ہر سال باقاعدگی سے اہتمام کیا۔ اس باب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث صحاح ستہ کے اندر موجود ہیں۔ قربانی کی اہمیت اور ثواب واجر کے حوالے سے یہاں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے: حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت ہے کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے پوچھا یارسول اللہ ، قربانی کی حقیقت کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا: " یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے ۔" صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ اس سے ہمیں کیا ملتا ہے ؟ آپ نے فرمایا: جانور کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملتی ہے۔ پوچھا: بھیڑ اور دنبے کے بالوں (صوف) کا کیا حکم ہے ؟ تو فرمایا اس کے بھی ہر بال کے بدلے میں نیکی لکھی جاتی ہے ۔ (ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب ثواب الاضحیۃ)

حافظ محمد ادریس (نائب امیر جماعتِ اسلامی)

کالم 6 اگست 2019 صدائے درویش

دینِ حق

* امید کی ایک ہی کرن *

قرآن ہمارے سامنے (ایک لادین مؤقف کے برعکس) صورتِ حال کا ایک دوسرا نقشہ پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا محض پیدا ہی کر دینے والا نہیں ہے بلکہ رہنمائی کرنے والا بھی ہے اس نے موجوداتِ عالم میں سے ہر چیز کو وہ ہدایت بخشی ہے جو اس کی فطرت کے لحاظ سے اس کے لیے ضروری ہے۔

الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی

اگر اس کا ثبوت چاہو تو جس چیونٹی، جس مکھی، جس مکڑی کو چاہو پکڑ کر دیکھ لو۔ جو خدا ان مخلوقات کی رہنمائی کر رہا ہے وہی خدا انسان کی بھی رہنمائی کرنے والا ہے۔ لہٰذا انسان کے لیے صحیح طریق کار یہ ہے کہ خود سری چھوڑ کر اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے اور جس جامع اور مکمل نظامِ زندگی یا "الدین" کی ہدایت اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے بھیجی ہے، اس کی پیروی اختیار کر لے۔

دیکھیے! ایک طرف تو وہ نتیجہ ہے جو انسان کی قوتوں اور اس کے ذرائع کا بے لاگ جائزہ لینے سے ہم کو حاصل ہوتا ہے، اور دوسری طرف قرآن کا یہ دعویٰ ہے۔ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں کہ یا تو اس دعوے کو قبول کریں، یا پھر اپنے آپ کو مایوسی اور اُس مایوسی کے حوالے کر دیں جس کے اندھیرے میں کہیں برائے نام بھی امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ دراصل صورتِ حال یہ ہے ہی نہیں کہ "الدین" حاصل ہونے کے دو وسیلے موجود ہوں، اور سوال یہ ہو کہ ہم ان میں سے کس وسیلے سے مدد لیں۔ اصلی صورتِ حال یہ ہے کہ "الدین" جس وسیلے سے ہم کو مل سکتا ہے وہ صرف ایک ہے اور انتخاب کا سوال صرف اس امر میں ہے کہ آیا ہم اس تنہا وسیلے سے مدد لیں یا اس کی دستگیری کا فائدہ اٹھانے کے بجائے تاریکی میں بھٹکتے پھرنے کو ترجیح دیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی (رحمۃ اللہ علیہ)

قرآنی آیت

ارشاد باری تعالیٰ

کہہ دو کہ : ”اے میرے وہ بندو ! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کردیتا ہے۔ یقینا وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

سورۃ الزمر آیت نمبر 53

الحدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔

صحیح بخاری 59

سیرت نبوی کا تقاضہ

عصر حاضر میں اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم عام کرنے کی ضرورت

موجودہ دَور کاسب سے بڑا المیہ اخلاقیات کا فقدان ہے، جھوٹ، چوری، وعدہ خلافی، بغض، کینہ، غرور، ریا، غداری، بدگوئی، فحش گوئی، بدگمانی، حرص، حسد، چغلی غرض یہ کہ ساری اخلاقی برائیاں، عام انسانوں اور مسلمانوں میں ہی نہیں؛ بلکہ خواص میں بھی اخلاقیات کاانحطاط آگیا ہے۔ اِس انحطاط و تنزل کا صرف اور صرف ایک ہی علاج ہے کہ ہر بری خصلت کی برائی معقول انداز میں بیان کی جائے۔

اِس سلسلے میں قرآن وحدیث کے نصوص واضح کیے جائیں؛ تاکہ معقولیت پسند طبقہ شریعت سے قریب ہو، اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ کو بھی بیان کیاجائے اور اُن کے اختیار کرنے کی تلقین کی جائے، ایک دین دار مسلمان کو اپنے اخلاق و کردار میں کیساہونا چاہیے؟ درس گاہِ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ ٔکرام رضوان اللہ علیہم کیسے تھے؟ اُن کے اندر اخلاص و تقویٰ، شرم و حیاء، صبر وشکر کی صفات تھیں، وہ دیانت دار، امانت دار اور سخاوت و شرافت کے خوگر تھے۔

اُن کے اندر ایثار و قربانی، عفت و پاک دامنی اور تواضع و انکساری کی اعلیٰ صفات پائی جاتی تھیں۔ وہ خوش کلام، خوش الحان، خوش دِل اور رحم و کرم کے پیکر تھے، وہ ہمیشہ موت کو یاد رکھتے تھے، اُن کے معاملات کی صفائی سے لوگ متاثر تھے، یہ ساری چیزیں آیات واحادیث کی روشنی میں بیان کی جائیں تو بڑا موثر رہے گا، اپنوں کی اصلاح تو ہوگی ہی، غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، سچ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات کو اگر عام کیا جائے تو ضرور بالضرور ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آئے گا جو صحابہ ٔکرام رضوان اللہ علیہم اور خیرالقرون کے معاشرہ کے مماثل ہوگا

جن میں ساری خوبیاں موجود تھیں، یہ خوبیاں آج تاریخ کے صفحات کی زینت بنی ہوئی ہیں، جو کبھی زندگی میں موجود تھیں، پہلے مسلمانوں کو دیکھ کر اُن کے بلند و بالا اخلاق سے متاثر ہوکر لوگ اِسلام قبول کرتے تھے، آج اسلام اوراِسلام کی اخلاقی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے کتب خانوں کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

کاش ! رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات زندگیوں میں رچ بس جائیں تو بات ہی دُوسری ہوجائے۔

تحریر و ترتیب امجد آفاق

اقبالیات

* نصیحت * علامہ اقبال

بچہء شاہیں سے کہتا تھا عقاب سالخورد
اے تیرے شہپر پہ آساں رفعت چرخ بریں
ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبیں
جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں۔

فرہنگ: سالخورد- بوڑھا، تلخ- کڑواہٹ، انگبیں- شہد

تشریح: ایک بوڑھا عقاب شاہین کے کسی بچے سے کہتا تھا کہ اے بچے خداتیرے بازووں میں ایسی قوت عطا کرے جس کی برکت سے تیرے لیے اعلی آسمان کی بلندی تک اڑنا بھی آسان ہوجائے۔

مجھ سے سنو کہ جوانی کا مطلب کیا ہے ؟ جوانی کا مطلب یہ ہے کہ انسان لگاتار محنت و مشقت کرتا رہے اور خون کی حرارت اسے ہروقت جدوجہد میں لگائے رکھے۔یہی اپنے لہو کی آگ میں جلنا ہے۔جب کوئ ہروقت محنت و مشقت میں مصروف رہے اور اس کی گرمجوشی میں کمی نہ آنے پائے تو زندگی کی کڑواہٹیں اس کے لئے شہد بن جاتی ہیں ۔یعنی جتنی مشکلات اسے پیش آتی ہیں ، حل ہوجاتی ہیں اور وہ اپنی جدوجہد کا خاص لطف اٹھاتا ہے۔

بیٹا! کبوتر پر جھپٹنے اور حملہ کرنے میں جو مزہ ملتا ہے وہ مزہ شاید کبوتر کا لہو پینے میں بھی نہیں(مراد یہ کہ زندگی کی جو لذت جدوجہد میں ہےوہ جدوجہد سے حاصل کی ہوئ چیزوں میں نہیں)۔

انتخاب
صبوح طلعت
ڈپٹی ڈائریکٹر

عثمان پبلک اسکول سسٹم

UPSS

Shaping the leaders of Ummah

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

تربیہ

پندرہ روزہ

01 جولائی
تا
15 جولائی
2022ء